بچوں کی جسمانی تربیت کے حوالے سے والدین کی ذمہ داریاں
(قرآن اور احادیث کی روشنی میں)

Responsibilities of Parents for Physical Upbringing of Children in the Light of Quran and Hadiths

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Dr.Ghulam Abbas
Ph.D In Quran and Educational Science, Mustafa international University Qom, Iran.
E-mail: ghulamabbas.kash@gmail.com

Abstract:
The purpose of this research is to describe the responsibilities of parents to meet the physical and material needs of their children in the light of Quran and Hadith. In order to bring children to perfection in the religion of Islam, apart from the spiritual instructions, the material needs of the children have also been taken into consideration. The most important responsibility of parents for the physical development of children are take care of cleanliness, to meet the material and physical needs of children including food, sports and teach them modern skills for the modern age etc and while fulfilling these needs, the interests of children should be taken into consideration such as feeding halal food to children, Protect them from physical harm, providing physical and material needs according to their age, etc.

Key Words: Responsibilities, Physical, Upbringing, Parents, Children.

خلاصہ

اس تحقیق کا مقصد قرآن اور احادیث کی روشنی میں والدین کی بچوں کی جسمانی اور مادی ضروریات کو پورا کرنے کی ذمہ داریاں بیان کرنا ہے۔ دین اسلام میں بچوں کو کمال حقیقی تک پہنچانے کے لیے، معنوی ہدایات کے علاوہ بچوں کی مادی ضروریات کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ والدین کی بچوں کے جسمانی رشد کے لئے مہم ترین ذمہ داریاں بطور کلی نظافت کا خیال رکھنا، بچوں کی مادی اور طبیعی ضروریات کو پورا کرنا جس میں بچوں کی غذا، کھیل کود اور جدید زمانے کی مہارتیں سیکھانا وغیرہ شامل ہیں اور ان ضروریات کو پورا کرتے وقت بچوں کی مصلحت کو مد نظر رکھنا چاہئے جیسے بچوں کو حلال رزق کھلانا، انہیں جسمانی ضرر سے بچانا، بچوں کی عمر کے مطابق ان کی ضروریات پوری کرنا، وغیرہ ہیں۔

کلیدی کلمات: ذمہ داریاں، عصر حاضر، جسمانی تربیت، والدین، بچے۔

تحقیق کی روش

اس تحقیق میں استنباطی اور توصیفی ۔ تحلیلی طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے۔ اس تحقیق میں تربیتی نگاہ سے قرآن اور احادیث سے مطالب اخذ کیے گئے ہیں۔ کوشش کی گئی ہے کہ اہل سنت کی صحاح ستہ سے بھی استفادہ کیا جائے۔

تحقیق کا فائدہ

1۔ والدین اس تحقیق کے ذریعہ بچوں کی مادی ضروریات کو بہتر انداز میں پورا کر سکیں گئے۔ جس کے نتیجے میں بچے سالم اور جسمانی طور پر قوی ہوں گئے۔

2۔ بچوں کی مادی ضروریات پوری کرنے کا فائدہ خود والدین کو پہنچے گا، جن بچوں پر والدین نے خصوصی توجہ دی ہوتی ہے معمولا وہ بچے والدین سے راضی ہوتے ہیں اور والدین کا بڑھاپے میں سہارا بنتے ہیں۔ طبیعت کا قانون بھی یہی ہے جیسا بوگے، ویسا کاٹوگے۔ اگر استطاعت کے باوجود والدین، اپنے بچوں کی مادی ضروریات پوری نہیں کریں گے تو بچے دل سے والدین سے راضی نہیں ہوں گئے، جس کے نتیجے میں وہ والدین کا بھی بڑھاپے میں کم خیال رکھیں گئے۔

3۔ والدین، بچوں کی محبت کو بچپن میں ہی جلب کر سکتے ہیں چونکہ جب اولاد بالغ ہو جائے تو پھر ان پر اثر انداز ہونا مشکل ہو جاتا ہے، اس لیے بچپن میں بچوں کی توجہ کو جلب کرنے کا بہترین راستہ ان کی مادی ضروریات پر توجہ دینا ہے۔ روایات کے مطابق، نیک اولاد، مرنے کے بعد بھی اجر کا باعث بنتی ہے اور عذاب قبر سے نجات کا دلا سکتی ہے۔ بچے تب اپنے والدین کے لئے استغفار اور دعا کرتے ہیں جب وہ اپنے والدین سے دل سے محبت کرتے ہوں۔

4۔ بچوں کی جسمانی تربیت کرنا شرعی تکلیف ہے، اگر والدین اسے بہترین طریقے سے انجام دیں گئے تو انہیں اس کا دنیا اور آخرت دوں میں اجر ملے گا، اور خدا کے سامنے بھی سرخرو ہوں گئے کہ انہوں نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی ہے۔

مسئلہ

دوسرے مذاہب کی نسبت، دین اسلام کا وطرہ امتیاز ہے کہ دین اسلام کی نگاہ دوسرے ادیان کی نسبت جامع ہے۔ بچوں کی تربیت کے لحاظ سے بھی دین اسلام میں تمام مادی اور معنوی جہات کو مد نظر رکھا گیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ دین اسلام میں معنوی تربیت پر زیادہ تاکید کی گئی ہے، اسی وجہ سے معمولا قرآن اور احادیث کی روشنی میں، ابھی تک والدین کی بچوں کی پرورش کے اعتبار سے جو تحقیقات منظر عام پر آ چکی ہیں، ان تحقیقات میں معمولا بچوں کی معنوی تربیت کو مد نظر رکھا گیا ہے، اگر کچھ تحریریں بچوں کی جسمانی تربیت پر بھی ہیں، تو وہ بچوں کے نان و نفقہ تک محدود ہیں۔ اس لیے اس تحقیق کا ہدف یہ ہے کہ بچوں کی جسمانی تربیت کے حوالے سے والدین کی جامع ذمہ داریاں بیان کی جائیں۔ معمولا والدین فطری طور پر بچوں کی مادی ضروریات پر توجہ دیتے ہیں، کچھ والدین دانستہ یا نادانستہ طور پر کوتاہی بھی کرتے ہیں، یا ان کی نگاہ فقط نان اور نفقہ تک محدود ہوتی ہے۔ لہٰذا اس مقالہ میں اختصار کی جہ سے فقط بچوں کی مادی ضروریات کو مد نظر رکھ کر والدین کی ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں۔ اس تحقیق میں پورے جہان کے ہر فرد کے لئے بھی ایک پیغام ہے کہ دین اسلام فقط عقائد اور عبادات کے دائرے تک محدود نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں نہ افراط ہے نہ تفریط۔ اس دین میں انسان کی مادی ضروریات کو مد نظر رکھا گیا ہے اور معنوی ضروریات کو بھی۔

مقدمہ

دین اسلام وہ واحد مذہب ہے جس میں ہر اعتبار سے اعتدال پایا جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے! وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰاكُمْ أُمَّةً وَسَطا (143:2) ترجمہ: "اور اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط قرار دے دیا"! وسط سے مراد اس دین میں نہ افراط ہے نہ تفریط ہر حوالے سے میانہ روی ہے۔ مشرکین ہر چیز کو صرف مادی نگاہ سے دیکھتے ہیں، انسان کا کمال بھی دنیا کی لذتوں اور زینتوں میں دیکھتے ہیں۔ انسان کی روح اور معنویات پر بالکل بھی توجہ نہیں دیتے، اس کے مقابلے میں نصاری صرف اور صرف روح اور معنویات پر توجہ دیتے ہیں، دنیا کو ترک کرنے اور رہبانیت کی دعوت دیتے ہیں۔[1] دین اسلام میں یہ دونوں طریقے درست نہیں۔ اسلام میں اس فکر کے برعکس مومنین کو قرآن یہ دعا سکھائی گئی ہے۔ رَبَّنا آتِنا فِي الدُّنْيا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَة (201:2) ترجمہ: "اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی حسنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حسنہ عطا کر۔" اس سلسلے میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَرَكَ دُنْيَاهُ لِدِينِهِ أَوْ تَرَكَ دِينَهُ لِدُنْيَاه[2] ترجمہ: "جو شخص دنیا کو

آخرت کی وجہ سے چھوڑ دے اور آخرت کو دنیا کی وجہ سے وہ ہم میں سے نہیں۔" بچوں کی تربیت کے لئے بھی دین اسلام میں دونوں جہتوں (مادی، معنوی) کو مد نظر رکھا گیا ہے، اگرچہ بچوں کی معنوی تربیت پر زیادہ زور دیا گیا لیکن ساتھ ساتھ بچوں کی مادی ضروریات پوری کرنے پر بھی زور دیا گیا ہے، دین اسلام میں جو شخص اپنے اہل و عیال کی روزی کے لئے تگ و دو کرتا ہے اس کا یہ تگ و دو کرنا عبادت سے زیادہ اجر کا باعث ہے۔ جیسا کہ رسول خداﷺ نے فرمایا! يَا عَلِيُّ سَاعَةٌ فِي خِدْمَةِ الْعِيَالِ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ أَلْفِ سَنَةٍ وَ أَلْفِ حَجٍّ وَ أَلْفِ عُمْرَةٍ وَ خَيْرٌ مِنْ عِتْقِ أَلْفِ رَقَبَةٍ وَ أَلْفِ غَزْوَة۔[3] ترجمہ: "یا علیؑ اپنے اہل و عیال کی ایک ساعت خدمت کرنا ہزار سال عبادت کرنے، ہزار حج کرنے، ہزار عمرہ کرنے، ہزار غلام آزاد کرنے، ہزار غزوات میں شرکت کرنے سے بہتر ہے۔"

اس تحقیق میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ بچوں کی مادی ضروریات کے پیش نظر والدین کی وہ ذمہ داریاں جو دین اسلام نے بتائی ہیں ان کو جمع کیا جاسکے تاکہ والدین ان بچوں کی جسمانی تربیت میں کوئی کوتاہی نہ کریں۔ اس تحقیق میں والدین کی بچوں کی مادی ضروریات کے پیش نظر تین موارد کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

ا۔ بچوں کی ظاہری نظافت کا خیال۔

2۔ بچوں کی بدنی اور طبیعی ضرورتیں پر توجہ۔

3۔ بچوں کی مصلحت کو مقدم رکھنا اور اس کے چند نمونہ۔

مفہوم شناسی

ذمہ داری کے لئے عربی میں جو لفظ استعمال کیا جاتا ہے وہ مسئولیت ہے۔ اجتماعی ذمہ داری کے لئے عربی میں کہا جاتا ہے، المَسْؤُلِيَّةُ الجَمَاعِيَّةُ اسی طرح بھاری ذمہ داریوں کے لئے کہا جاتا ہے۔ مَسْئُولِيات عَظِيمَة۔[4] انگلش میں اس کے لئے دقیق لفظ Responsibility استعمال کیا جاتا ہے۔ اردو میں ذمہ کا لغوی مطلب ضمانت، کفالت، سپردگی، وفاداری اور جواب دہی ہے۔ جب کہ ذمہ دار کا مطلب فرض شناس اور جوابدہ ہے۔[5] ذمہ اصل میں تعریف اور ستائش کے مقابلے میں ہے۔ مذمت کا لفظ اسی مادہ سے مشتق ہے۔ ایک ضمانت اور وعدہ ہے کہ اگر میں یہ کام نہ کروں تو میری گردن پر اس کی مذمت ہے۔ یہ عہد اور پیمان ہے کہ میں اپنے وظیفہ اور وعدہ کی مخالفت کی صورت میں اس کا نقصان اٹھاؤں گا۔[6] ذمہ (کسرہ کے ساتھ) عہد اور پیمان اور ضمانت ہے۔ جیسا کہ یہودیوں اور نصاری کو اس وجہ سے ذِمّی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ عہد اور پیمان باندھا ہے جس کی وجہ سے وہ اسلام کی پناہ میں ہیں۔[7]

اصطلاح میں ذمہ داری سے مراد انسان کے وہ وظائف ہیں۔ جن کو پورا نہ کرنے کی صورت میں وہ جواب دہ ہے۔ دوسرے الفاظ میں انسان ان وظائف اور ذمہ داریوں کا ضامن ہے جو اس کی گردن پر ہیں۔ موجودہ موضوع چونکہ قرآن اور احادیث کی روشنی میں ہے اس لیے یہاں ذمہ داریوں سے مراد وہ وظائف ہیں، جن کہ وجہ سے انسان خدا کے سامنے جوابدہ ہے۔

بچوں کی تربیت کی ذمہ داریاں ماں اور باپ دونوں پر

بچوں کی مادی اور معنوی پرورش کی ذمہ داریاں، ماں اور باپ دونوں کے اوپر ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ باپ فقط مادی ضروریات پوری کرنے کے لئے ہے اور ماں بچے کی معنوی تربیت کے لئے۔ بلکہ بچے کی مادی اور معنوی تربیت کی ذمہ داری دونوں کے اوپر ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ--- وَ الرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَ هُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ فَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ بَعْلِهَا وَ وُلْدِهِ وَ هِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُم[8] ترجمہ: "آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک نگراں ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہو گا۔ مرد اپنے گھر کا نگراں ہے اور اس سے اس کے گھر والوں کے بارے میں سوال ہو گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اور اس سے شوہر کے گھر والوں اور اس کے بچوں کے بارے میں سوال ہو گا۔

بعض روایات کے مطابق والدہ کی ذمہ داری تب تک ہے جب تک بچے بالغ نہ ہو جائیں حتی بچے کی ماں کو طلاق ہی کیوں نہ ہو جائے والدہ کی تربیت کی ذمہ داری ختم نہیں ہوتی۔ اور بعض فقہاء کے مطابق والدہ کی ذمہ داری سات سال تک ہے۔ جس کی بناء پر بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ جب مدت رضاعت ختم ہو جائے تو بچے کی پرورش کی ذمہ داری والد کے اوپر آتی ہے۔

إذا فصل الولد و انقضت مدّة الرضاعة، فالوالد أحقّ بالذكر، و الامّ أحقّ بالانثى حتّى تبلغ سبع سنين من حين الولادة- إلى أن قال:- إذ الوالد أنسب بتربية الذكر و تأديبه، كما أنّ الوالدة أنسب بتربية الانثى و تأديبها[9] ترجمہ: "جب بچہ جدا ہو جائے اور اس کی رضاعت کی مدت ختم ہو جائے تو بچہ مذکر ہونے کی صورت میں باپ زیادہ حقدار ہے کہ اس کی تربیت کرے اور ماں مونث کی نسبت زیادہ حقدار ہے کہ اس کی تربیت کرے یہاں تک کہ ولادت سے لے کر سات سال تک پہنچ جائے، باپ کا بیٹے کو ادب سکھانا زیادہ مناسب تر ہے۔ جیسا کہ ماں کا بیٹی کو تربیت اور ادب سکھانا مناسب تر ہے۔"

والدین کی ذمہ داریاں

اگرچہ والدین فطری طور پر اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں اور ان کی مادی ضروریات پر توجہ بھی دیتے ہیں لیکن اس مادہ پرستی کے زمانے میں بعض انسانوں کی فطرت پر پردہ پڑ جاتا ہے، اور وہ اپنی اولاد کو بھی مادی اعتبار سے

تولنے لگتے ہیں۔ بچوں سے محبت اور نفرت کا معیار بھی مادیات کو بنا لیتے ہیں۔ اسی وجہ سے بعض افراد اب بھی ایسے ہیں جنہیں جب بچی کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ دل سے غمگین ہو جاتے ہیں۔ جس کی طرف قرآن نے یوں اشارہ فرمایا! وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيم (58:16) ترجمہ: "اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی بشارت دی جاتی ہے تو غصے کے مارے اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے۔" یا انسان ممکن ہے اولاد رزق کے خوف کی وجہ سے اپنی اولاد پر کوئی اور ظلم کر دے جیسے کہ خداوند فرماتا ہے: وَ لا تَقْتُلُوا أَوْلادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُم (31:17) ترجمہ: "اپنی اولادوں کو رزق کی تنگی کے خوف سے قتل نہ کرو، ہم انہیں رزق دیتے ہیں۔" موجودہ زمانے میں رزق کی تنگی کے باعث معمولا کوئی اپنی اولاد کو قتل نہیں کرتا، لیکن اولاد کی شخصیت مسخ کی جاتی ہے، انہیں تعلیم سے محروم رکھا جاتا ہے، ان کو اپنی معیشت کا ذریعہ بنایا جاتا ہے، ان پر تشدد کیا جاتا ہے، انہیں کم عمری میں کام پر لگا دیا جاتا ہے، جن بچوں کی کھیل کود کی عمر ہوتی ہے انہیں سختیوں میں ڈال دیا جاتا ہے، کبھی کبھار والدین کے آپس کے اختلاف کی وجہ سے بچے کو روحانی اور بدنی طور پر ضرر پہنچایا جاتا ہے۔ بچے کو جدید دنیا کی نعمتوں سے بہرہ مند نہیں کیا جاتا۔ وہ دنیا میں پیسے کی مشین بن کر آتا ہے اور اسی حالت میں دنیا سے چلا جاتا ہے۔ اس لیے موجودہ تحقیق میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ والدین کی وہ ذمہ داریاں بیان کی جائیں جن کے ذریعہ وہ بچوں کی تمام مادی ضرورتوں کو پورا کر سکیں۔ یہ گمان نہ کریں کہ انہیں بچوں کی ضروریات پوری کرنے سے مالی نقصان ہو رہا ہے۔ بیٹیاں ان کے نقصان میں ہیں۔ بیٹیوں پر جلدی غصہ آ جاتا ہے اور غیرت کے نام پر بیٹیوں کا قتل تو کیا جاتا ہے کہ کبھی نہیں دیکھا کہ غیرت کے نام پر بیٹے بھی قتل ہوا ہو۔ یہ بیٹے اور بیٹی میں یہ فرق خدا کے احکام سے دوری کا نتیجہ ہے۔

اس لیے موجودہ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے والدین کو جن باتوں کا خیال رکھنا چاہئے وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ظاہری نظافت کا خیال رکھنا

والدین کی اہم ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لئے پاکیزہ ماحول فراہم کریں۔ یعنی بچوں کی نظافت کا خاص خیال رکھیں۔ ظہری نظافت تربیت کا حصہ ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ (222:2) ترجمہ: "بے شک اللہ پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔ بہت زیادہ احادیث میں ظاہری ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کے حوالے سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا! تَنَظَّفوا بِكُلِّ مَا استَطَعتُم فَإِنَّ اللّه تَعالى بَنَى السلامَ عَلَى النَّظافَةِ ولَن يَدخُلَ الجَنَّةَ إلاّ كُلُّ نَظيفٍ؛[10] ترجمہ: "تم میں جتنی بھی استطاعت ہو، اتنی مقدار میں پاکیزگی کا اہتمام کرو، چونکہ خداوند نے دین اسلام کی بنیاد نظافت پر رکھی ہے، ہر گز بہشت میں کوئی شخص داخل نہیں ہو گا مگر پاکیزہ شخص۔ مذکورہ حدیث میں لن کا لفظ استعمال کر

کے ہمارے آخری نبی نے پاکیزگی کی اہمیت روشن کر دیا ہے کہ جو شخص پاکیزگی کا خیال نہیں رکھتا وہ ہر گز بہشت میں نہیں جا سکتا، دوسرا یہ نکتہ مہم ہے کہ جتنی پاکیزہ رہنے کی استطاعت ہو اتنا ضرور پاکیزگی کا خیال رکھیں۔

ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کی چند روشیں

ا۔ا۔ شرعی تکلیف کے ذریعہ صفائی کی ترغیب دینا

احادیث میں صفائی کو آخرت میں اجر سے جوڑا گیا ہے۔ جس کا ایک نمونہ واجب اور مستحب غسل ہیں، جیسے غسل جنابت، حیض و نفاس وغیرہ۔۔ نظافت کا خیال رکھنا بچے کی ولادت سے شروع ہو جاتا ہے۔ بچے کی ولادت کا غسل والدین پر واجب ہے۔ غُسْلُ الْمَوْلُودِ وَاجِب[11] اور اسی طرح سر کے بال منڈوانا[12] اور ختنہ کرنا[13]، وغیرہ۔ واجبات اور مستحبات تکالیف شرعیہ ہیں، جن کے انجام دینے پر اجر اور نہ دینے پر سزا ملے گی۔ خداوند نے بچوں کی نظافت کو شرعی احکام کے اندر جگہ دی تاکہ والدین بچوں کی نظافت کے حوالے سے کوئی کوتاہی نہ کریں۔ کبھی نظافت کو دین اسلام کی پہچان بھی قرار دیا۔ جیسے فرمایا! اپنے گھر کے باہر کے ماحول کو پاکیزہ رکھنے کے بارے میں فرمایا! اکنسوا افنيتكم ولاتشبّهوا باليهود[14] ترجمہ: "اپنے گھر کے سامنے جھاڑو مارو اور یہودیوں کی طرح گندا نہ رہیں۔"

ا۔۲۔ صفائی کے مادی فوائد بیان کرکے صفائی کی ترغیب دلانا

دین اسلام میں ظاہری صفائی کو برقرار رکھنے کے لئے جزئی تر موارد بھی بیان کیے گئے ہیں۔ پاکیزگی کے خاص احکام کے علاوہ، پاکیزگی کے مادی فوائد بھی بیان کیے ہیں، جیسے کہا کہ ظاہری صفائی سے غربت ختم ہوتی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: عشرون خصلةٌ تورث الفقر... و وضع القصاع و الاوانی غیر مغسولة و ترک بیوت العنکبوت و وضع اوانی الماء غیر مغطاة الرؤوس[15] ترجمہ: "بیس خصلتیں غربت لاتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔ ان میں سے کھانے کے برتنوں کو دوئے بغیر چھوڑ دینا، مکڑی کے جھالوں کو گھر میں چھوڑ دینا، پانی کے برتنوں کو ڈھکنے کے بغیر چھوڑنا ہیں۔"

2۔ بچوں کی طبیعی اور بدنی ضرورتوں پر توجہ

طبیعی سے مراد ایسی ضروریات ہیں۔ جن کا طبیعت تقاضا کرتی ہے۔ جیسے کھانا، پینا سونا، لباس اور رہائش وغیرہ ہیں۔ دین اسلام میں والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق بچوں کی بدنی طور پر ہر قسم کی ضرورت کو پورا کریں۔ دین اسلام میں بچوں کی بدنی پرورش کے لئے بعض روشیں بھی ذکر ہوئی ہیں۔

بچوں کی بدنی پرورش کی بعض مہم روشیں

2۔ا۔ مولود کو دو سال تک دودھ پلانا

والدین کی بچے کی جسمانی پرورش کے لئے قرآن نے ایک حکم یہ دیا ہے کہ بچے کو دو سال تک دودھ پلایا جائے۔

وَ الْوالِداتُ يُرْضِعْنَ أَوْلادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كامِلَيْنِ لِمَنْ أَرادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضاعَةَ (233:2) ترجمہ: "اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں، (یہ حکم) ان لوگوں کے لئے ہے جو پوری مدت دودھ پلوانا چاہتے ہیں۔"

قرآن کی مذکورہ آیت میں دودھ کا ذکر ہے، چونکہ بچے کے لئے سب سے مہم غذا دودھ ہے، اس آیت سے ہم یہ بھی استفادہ کر سکتے ہیں کہ اگر کوئی اور غذا بھی بچے کی جسمانی پرورش کے لئے ضروری ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے، دودھ یہاں موضوع نہیں ہے بلکہ بچے کی پرورش موضوع ہے، ایسا نہیں ہے کہ حتماً بچے کو دودھ پلایا جائے۔ اگر ڈاکٹر بچے کے لئے دودھ کو مناسب نہیں سمجھتا اور بچے کو کوئی اور غذا تجویز کرتا ہے تو بچے کو وہی غذا دینی چاہیے جو ڈاکٹر نے تجویز کی ہے۔ مذکورہ آیت میں یہ نکتہ بھی ذکر کیا کہ دو سال تک بھی پلا سکتے ہیں اور کم بھی۔ ہر دو صورتوں میں بچے کی مصلحت کو مد نظر رکھنا ہے۔

2۔۲۔ بچوں کو جدید زمانے کی مہارتیں سکھانا

والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ آئندہ زمانے کو مدّ نظر رکھ کر بچوں کو جدید زمانے کے ہنر سکھائیں۔ ایسے ہنر جو ان کے کام آئیں۔ زمانہ بدلنے کے ساتھ ساتھ موجودہ زمانے کے ہتھیار اور ضرورتیں بدل چکی ہیں۔ مخصوصا جدید زمانہ، ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے، بچوں کو موجودہ زمانے کے حساب سے نئی ٹیکنالوجی سے آشناس کروایا جائے۔ نبی کے زمانے میں جب جنگ کا زمانہ تھا تو اس وقت بچوں کو تیراکی اور تیر اندازی سیکھانے کا حکم دیا گیا تھا، جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا! قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص عَلِّمُوا أَوْلَادَكُمُ السِّبَاحَةَ وَ الرِّمَايَةَ[16] ترجمہ: "اپنے بچوں کو تیراکی اور تیر اندازی سیکھاؤ۔ لیکن اس زمانے میں جدید ٹیکنالوجی کو مد نظر رکھ کر گاڑی چلانا، جنگی حالات میں جدید اسلحہ چلانا اور کراٹے وغیرہ سیکھانے چاہیئے تاکہ بچہ جسمانی طور پر بھی مضبوط ہو اور اپنے زمانے کی جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے آگے بڑھے۔ امام علی علیہ السلام سے ایک روایت نقل ہوئی ہے۔ لا تَقسِروا [لا تكرهوا] أولادَكُم عَلى آدابِكُم فَإِنَّهُم مَخلوقونَ لِزَمانٍ غَيرَ زمانِكُم[17] ترجمہ: "اپنے بچوں کو اپنے زمانے آداب اور رسوم پر مجبور نہ کرو، چونکہ یہ آپ کے زمانے کے علاوہ زمانے کے لئے خلق ہوئے ہیں۔" بعض کے نزدیک یہ روایت نہیں بلکہ کسی فلاسفر کا قول ہے۔ ہر دو صورتوں موجودہ متن قابل توجہ ہے،

یہ کہ بچوں کو آئندہ آنے والے زمانے کے لئے تیار کیا جائے اور انہیں اپنے موجودہ زمانے کے ساتھ قیاس نہ کیا جائے۔ حتی بچوں کو وہ جدید ہنر بھی سیکھانے چاہیئے جن کے ذریعے وہ اپنا روزگار کما سکیں۔

۲۔۳۔ کھیل کود کے مواقع فراہم کرنا

کھیلنا کودنا بچے کی فطری اور طبیعی ضرورت ہے اور اس ضرورت کو احادیث میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصّہ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ أَرْسِلْهُ مَعَنا غَداً يَرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَإِنَّا لَهُ لَحافِظُون (12:12) ترجمہ: "(حضرت یوسف کے بھائیوں نے حضرت یعقوبؑ سے کہا) کل آپ اسے (یوسفؑ) ہمارے ساتھ بھیجیں، تاکہ خوب کھائے پیے اور کھیلے کودے اور ہم اس کی حفاظت کریں گئے۔

اس آیت میں یرتع کا معنی چراگاہ کی جگہ پر حیوانات جیسے بھیڑ، گائے اور اونٹ وغیرہ کا چرنا ہے۔ آج بھی لوگ ایسی جگہوں پر تفریح کے لئے جاتے ہیں [18] اور کبھی کبھار یہ لفظ انسان کے بارے میں تفریح اور زیادہ کھانے پینے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ [19] یلعب، لعب کے مادہ سے مضارع ہے۔ جس کا مطلب کھیل کود ہے۔ [20] آیت اللہ محسن قرائتی اس آیت کے ذیل میں ایک تربیتی نکتہ یہ درج کرتے ہیں کہ اگر والدین نے بچوں کے کھیل کود کا کوئی مناسب انتظام کیا ہو، تو دشمن ان بچوں سے کھیل کود کے بہانے میں سوء استفادہ نہیں کر سکتا۔ [21]

جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا! کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے ساتھ بھیجا جائے تاکہ حضرت یوسف علیہ السلام ان کے ساتھ کھیلیں اور کودیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بچوں کی اس درخواست سے انکار نہیں کیا اور نہیں کہا کہ کھیل کود بچوں کے لئے درست نہیں یا یہ بچہ نبی ہے اسے کھیل کود سے دلچسپی نہیں اور عملا ان کی درخواست کو قبول کیا، جو اس بات پر دلیل ہے کہ بچوں کو کھیلنے کودنے کا موقع فراہم کرنا چاہیئے۔ بعض روایات میں لہو کاموں سے منع کیا گیا ہے۔ بعض نے کھیل کود کو لہو ولعب شمار کیا ہے۔ البتہ اکثر نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ بچپن میں کھیل کود کی اجازت ہے۔ احادیث میں بھی یہ بات نقل ہوئی ہے۔ دَع اِبنَکَ يلعَب سَبع سِنينَ وَالزَمهُ نَفسُکَ سَبعَ سِنينَ فَإن أَفلَحَ وَ إلاّ فَإنَّهُ مَن لا خَيرَ فيهِ[22] ترجمہ: "بچے کو سات سال تک چھوڑ دو کہ وہ کھیلے کودے اور سات سال اسے اپنے زیر نظر رکھو، اس پر کام الزامی کرو، اگر وہ فلاح پا گیا تو کتنا اچھا ہے اگر وہ تربیت نہ ہو سکا تو اس میں خیر نہیں۔

پیامبر صلی اللہ والہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا! لهوا و العبوا، فانّی اکره ان یری دینکم غلظه [23] ترجمہ: "آپس میں کھیلو اور کودو، میں ناپسند کرتا ہوں کہ تمہارے دین میں سختی ہو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عملی سیرت میں بھی بہت زیادہ ایسے نمونے ملتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کھیلتے تھے اور کبھی ان کو اپنی پشت پر بھی سوار کرتے تھے۔" [24]

۲۔۴۔ مادی فلاح و بہبود اور آسائش دینا

بچوں کا یہ حق ہے کہ والدین اپنی استطاعت کے مطابق ان کو مادی آسائشیں دیں۔ اپنا ہاتھ کھلا رکھیں۔ اپنے گھر والوں کے لئے خام خاہ کی کنجوسی نہ کریں۔ جدید زمانے کے مطابق انہیں سہولیات فراہم کریں۔ امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: أَرْضَاكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَسْبَغُكُمْ عَلَى عِيَالِهِ[25] ترجمہ: "خداوند اس اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنے اہل و عیال کو وسعت دیتا ہے۔ اسی طرح امام رضا علیہ السلام نے فرمایا! ینبغی للرجل ان یوسع علی عیاله لئلا یتمنوا موته[26] ترجمہ: "مرد کو چاہئے کہ وہ اپنے اہل و عیال کو وسعت دے تاکہ اس کے مرنے کی وہ تمنا نہ کریں۔"

اگر بچوں کو جدید زمانے کے مطابق سہولیات نہ دی جائیں تو وہ دوسرے بچوں کی نسبت اپنے اندر احساس کمتری محسوس کریں گئے۔ پیشرفت کرنے سے ڈریں گئے۔

2۔۵۔ بچوں کی جائز خواہشات کو پورا کرنا

والدین کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ بچوں کی جائز مادی خواہشات کو پورا کریں۔ بعض احادیث میں یہ ذکر گیا گیا کہ بچوں کے گمان کو متاثر نہ کیا جائے۔ انہیں مایوس نہ کیا جائے۔ جیسے فرمایا! وَ إِذَا وَعَدْتُمُوهُمْ شَيْئاً، فَفُوا لَهُمْ؛ فَإِنَّهُمْ لَايَرَوْنَ إِلَّا أَنَّكُمْ تَرْزُقُونَهُم[27] ترجمہ: "جب تم بچوں سے وعدہ کرو تو اسے پورا کرو، چونکہ وہ آپ کو رازق سمجھتے ہیں۔ اس حدیث میں وعدہ نبھانے کی علت بیان کی گئی چونکہ بچہ والدین کو رازق سمجھتا ہے، اسے اسی گمان کے مطابق اس سے وعدہ پورا کیا جائے۔ اس سے ہم یہ نتیجہ بھی لے سکتے ہیں کہ والدین کوشش کریں کہ اپنی استطاعت کے مطابق، بچوں کو کبھی مایوس نہ کریں۔

3۔ بچے کی مصلحت کو مدّ نظر رکھنا

والدین کی شرعی اور عقلی ذمہ داری ہے کہ وہ بچے کی جسمانی اور معنوی پرورش کے لئے ہمیشہ بچے کی مصلحت کو مد نظر رکھیں۔

بچوں کی مصلحت کو مد نظر رکھنے کے چند نمونے

3۔1۔ بچے کو جسمانی ضرر پہنچنے سے بچانا

دین اسلام میں ماں، باپ کے باہمی اختلاف کی صورت میں بھی، بچے کی جسمانی پرورش کو مد نظر رکھا گیا اور والدین کو یہ دستور دے دیا کہ آپس کے اختلاف میں کوئی ایسا قدم نہیں اٹھا سکتے جس سے بچے کو بدنی ضرر ہو۔ لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ (233:2) ترجمہ: "بچے کی ماں (بچے کے باپ

سے اختلاف کی وجہ سے) بچہ کو ضرر دینے کا حق نہیں رکھتی اور نہ باپ (اپنی بیوی سے اختلاف کی وجہ سے) اپنے بچے کو ضرر پہنچانے کا حق نہیں رکھتا اور اسی طرح کی ذمہ داری وارث پر بھی ہے۔

قرآن کی اس آیت میں یہ ذکر کر دیا گیا ہے کہ نہ باپ کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے اختلاف کی وجہ سے بچے کو بچے کی ماں کے دودھ سے روکے اور نہ ماں کو یہ حق ہے کہ وہ بہانے بنا کر بچے کو دودھ نہ دے وغیرہ جس سے بچے کے جسم کو ضرر ہو۔[28] والدین بچے کے ولی ہیں لیکن بچے کو ضرر پہنچانے کا حق نہیں رکھتے۔ حتی ادب سکھانے کے لئے بھی والدین کو ایک حد تک اجازت ہے کہ وہ بچے کو ماریں، بعض روایات کے مطابق مارنے کی اجازت نہیں اور بعض کے مطابق تین ضربوں کی اجازت ہے اس سے اوپر قیامت کے دن قصاص ہے۔ لا تضربن أدباً فَوْقَ ثَلَاثٍ فَإِنَّكَ إِنْ فَعَلْتَ فَهُوَ قِصَاصٌ يَوْمَ الْقِيَامَة [29] ترجمہ: "بچوں کو ادب کے لئے تین ضربے سے اوپر نہ مارو، اگر ایسا کروگئے تو قیامت کے دن اس کا قصاص ہوگا۔"

والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ہر قسم کے ضرر سے بچائیں اگر بچے مریض ہیں تو علاج کروائیں، اسی طرح انہیں مناسب غذائیں دیں، ایسی غذائیں جو ان کے لئے مضر ہیں وہ انہیں نہ دیں، والدین، بچوں کو مارنے کا کوئی حق نہیں رکھتے مگر یہ کہ بہت ضروری ہو جائے تو فقط تین ضربے تک مار سکتے ہیں۔

3-2۔ کسب حلال پر توجہ

کسب حلال کی دین اسلام میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے، خصوصا بچوں کے حوالے سے والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو حلال رزق فراہم کریں، جیسا کہ روایت میں خود یہ بیان کیا گیا ہے کہ حلال رزق دینا بچے کا حق ہے۔ رسول خدا صلی اللہ وعلیہ والہ نے فرمایا! حقّ الولد على الوالد------ و أن لا يرزقه إلّا طيّبا[30] ترجمہ: "باپ کا بیٹے پت یہ حق ہے کہ وہ اسے فقط پاکیزہ (حلال) رزق دے۔ قرآن میں مومنین کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ حلال روزی کی تلاش کریں اور حلال مال سے انفاق کریں۔ يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّباتِ ما كَسَبْتُم (2:267) ترجمہ: "اے وہ جو ایمان لائے ہو! جو پاکیزہ چیزوں سے انفاق کرو!" آیت میں طیب سے مراد پاک ہے جو حلال کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی انفاق، حلال کمائی سے ہو، تجارت، صنعت اور دیگر جائز شرعی طریقوں سے ہو، لیکن حرام کمائی سے انفاق کرنا نہ صرف جائز اور مشروع نہیں بلکہ باطل ہے، غصب کا عنوان بھی اس پر صدق آئے گا اور گناہ بھی شمار ہوگا، مالک بھی نہیں بنتا، اور مالک کو واپس پلٹانا بھی واجب ہے۔[31] حلال روزی کمانا ویسے بھی واجب ہے لیکن جب بندہ صاحب اولاد ہو جائے تو اس کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ صاحب اولاد ہے تو بچوں کو حرام کھلانے کا گناہ بھی اسی کے سر پر ہوگا۔ کسب حرام کا ایک اثر یہ ہے کہ بچوں میں ان کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ نے فرمایا! كَسبُ الحَرام يُبَيِّنُ فِي الذُّرِّيَةِ[32] ترجمہ: "کسب حرام کے آثار انسان

کی اولاد میں ظاہر ہوتے ہیں۔" امام باقر علیہ السلام سے اس آیت (وَ شارِکْهُمْ فِي الْأَمْوالِ وَ الْأَوْلادِ (64:17) ترجمہ: "تو جا! اور ان کے اموال اور اولادوں میں شریک بن جا) کے بارے میں سوال کیا گیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا! مَا كَانَ مِنْ مَالٍ حَرَامٍ فَهُوَ شِرْكُ الشَّيْطَانِ قَالَ وَ يَكُونُ مَعَ الرَّجُلِ حَتَّى يُجَامِعُ فَيَكُونُ مِنْ نُطْفَتِهِ وَ نُطْفَه الرَّجُل[33] ترجمہ: یعنی ہر وہ مال جو حرام ذرائع سے حاصل کیا جاتا ہے، شیطان اس میں شریک ہوتا ہے اور اگر کسی کے وجود میں اس دولت کے اثرات ہوں اور وہ جنسی تعلق قائم کرے تو اس نطفہ سے جو پیدا ہو گا، اس میں بھی شیطان شریک ہے۔ حرام کے لقموں کا ایک اثر یہ ہے کہ حق کی بات اثر نہیں کرتی جیسا کہ امام حسین علیہ السلام نے عاشورہ کے دن جو لوگ آپ علیہ السلام سے جنگ کے لیے آئے تھے ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا! قَدِ انْخَزَلَتْ عَطِيّاتُكُمْ مِنَ الْحَرامِ فَقَدْ مُلِئَتْ بُطُونُكُمْ مِنَ الْحَرَامِ وَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِكُمْ[34] ترجمہ: "(تم پر میری بات کا اثر اس لیے نہیں ہوتا) چونکہ تمہارے ہدیے حرام کے راستے سے تھے اور تمہارے شکم حرام سے بھر چکے ہیں اور تمہارے دلوں پر مہر لگائی گئی ہے۔"

اگر وہ بچوں کو حرام کھلاتے ہیں اور اس کی تاثیر کی وجہ سے ان پر وعظ اثر نہیں کرتی تو والدین اس کے ذمہ دار ہیں۔ البتہ ایسا نہیں کہ حرام علت تامہ ہے اگر والدین نے بچوں کو حرام کھلا دیا تو اس کے نتیجہ میں بچے ہدایت نہیں پا سکیں گئے بلکہ انسان کا اپنا اختیار زندگی کے کسی حصے میں سلب نہیں ہوتا۔

3-3۔ بچوں کی عمر کے مطابق ان کی ضروریات پوری کرنا

بچوں کی جسمانی تربیت ہو یا معنوی تربیت والدین کو بچوں کی عقل اور درک کے مطابق ان کی ضروریات پوری کرنی چاہئے۔ تمام عمر میں بچوں کی مادی ضروریات ایک جیسی نہیں ہوتیں۔ جیسا کہ روایات میں میں مختلف عمروں میں بچوں کو مختلف چیزیں سیکھانے کے لئے کہا گیا ہے، حتیٰ کھیلنے کی عمر سات سال بتائی گئی ہے، سات سال تک بچے بالکل آزاد ہیں، جیسے ان کا دل کرتا ہے ویسے کریں، لیکن اگلے سال سات وہ پہلے کی طرح آزاد نہیں ہیں۔ الْغُلَامُ يَلْعَبُ سَبْعَ سِنِينَ، وَ يَتَعَلَّمُ الْكِتَابَ سَبْعَ سِنِينَ، وَ يَتَعَلَّمُ الْحَلَالَ وَ الْحَرَامَ سَبْعَ سِنِين[35] ترجمہ: "جوان سات سال کھیلے اور سات سال اللہ کی کتاب کی تعلیم حاصل کرے اور سات سال تک اسے حلال اور حرام سیکھائے جائیں۔"

اسی طرح جب بچے بالغ ہو جائیں تو ان کی بدنی ضروریات پہلے سے مختلف ہو جائیں گی، انہیں اس وقت شادی کی ضرورت ہو گی، اس لیے شریعت کا حکم ہے کہ بچوں کی شادی کی ذمہ داری والدین کے اوپر ہے۔ جیسا کہ احادیث میں تاکید کی گئی ہے۔ وَ قَالَ ص مِنْ حَقِ الْوَلَدِ عَلَى وَالِدِهِ ثَلَاثَةٌ يُحَسِّنُ اسْمَهُ وَ يُعَلِّمُهُ الْكِتَابَةَ وَ يُزَوِّجُهُ إِذَا بَلَغَ[36] ترجمہ: "فرزند کا اپنے باپ کے اوپر حق ہے کہ باپ اس کا نام اچھا رکھے، اسے کتاب خدا کی

تعلیم دے اور جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کروائے۔" اب یہ ذمہ داری والدین کب ادا کرتے ہیں؟ یہ ان کے اوپر ہے کہ وہ بچے کی مصلحت کو مد نظر رکھیں۔ شادی کرنا ایک طبیعی ضرورت ہے لیکن اگر والدین بچوں کی شادی کے حوالے سے کوئی اقدام نہیں کریں گے تو بچے خود سے اور غلط راستے کا بھی انتخاب کر سکتے ہیں۔ اس لیے والدین کو بچوں کی شادی کے مسئلہ میں بلاوجہ تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

3۔۴۔ بچوں میں مساوات کو برقرار رکھنا

بچے اگر یہ محسوس کریں کہ ان کے والدین انہیں دوسرے بچوں کی نسبت کم اہمیت دے رہے ہیں تو بچوں میں آپس میں حسادت اور نفرت ایجاد ہو جاتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی کہانی سے ایک تربیتی نکتہ یہ سمجھ میں آتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی حضرت یوسف علیہ السلام سے حسادت کی وجہ یہی تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کیوں حضرت یوسف علیہ السلام کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں؟ إِذْ قالُوا لَيُوسُفُ وَ أَخُوهُ أَحَبُّ إِلى‏ أَبِينا مِنَّا وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبانا لَفي‏ ضَلالٍ مُبِينٍ (8:12) ترجمہ: "جب (یوسفؑ کے) بھائیوں نے-(آپس میں) کہا: یوسفؑ اور اس کا بھائی (بنیامین) ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم ایک جماعت ہیں، بے شک ے والد تو کھلی گمراہی پر ہیں۔"

فعلا اس بات سے قطع نظر کہ آیا حضرت یعقوب علیہ السلام دوسرے بچوں پر حضرت یوسف علیہ السلام کو ترجیح دیتے تھے یا نہیں؟ لیکن یہ بات واضح ہے کہ دوسروں بھائیوں کی حسادت کی وجہ یہی تھی کہ انہوں نے یہ محسوس کیا کہ ان کے والد، حضرت یوسف علیہ السلام سے، ان سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ قرآن میں ایک دوسرا نمونہ یہ ذکر ہوا کہ جب کسی کو بیٹی کی بشارت دی جاتی تو ان کا چہرہ سیاہ ہو جاتا۔ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ (نحل ۵۸)(58:00) ترجمہ: "اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خبر دی جاتی ہے تو غصے کے مارے اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ مذکورہ آیت مشرکین کے بارے میں ہے جن کا عقیدہ تھا کہ بیٹیاں خدا کے ساتھ خاص ہیں یعنی بیٹیاں صرف خدا کی ہوتی ہیں، اس وجہ سے لوگوں سے منہ چھپاتا رہتا تھا اور سوچتا تھا کہ اس کو زندہ رکھے یا زندہ قبر میں دفن کر دے۔[37] لیکن موجودہ زمانے میں بھی بعض والدین بچی کی بشارت سننے پر اندر سے ناراض ہو جاتے ہیں چونکہ موجودہ انسان بچی کو مادی نگاہ سے دیکھتے ہیں، نہ الٰہی نگاہ سے۔ بعض والدین بچیوں کو بہت سے حقوق سے بھی محروم کر دیتے ہیں، جیسے بچیوں کی تعلیم اور تربیت پر زیادہ خرچہ نہیں کرتے اور ایک حد سے زیادہ تعلیم بھی نہیں دلواتے۔ اس کے باوجود کے ان کے پاس بچیوں کو پڑھانے کی استطاعت موجود ہوتی ہے، اگر بچیوں کو پڑھائیں بھی تو اندر سے اس طرح سے راضی نہیں ہوتے جس طرح سے بچے کی پڑھائی پر راضی ہوتے ہیں۔ موجودہ دور میں بھی بعض افراد اپنی بچیوں کو کم اہمیت دیتے ہیں اور انہیں ارث سے بھی محروم

کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ جو مادی سہولیات بیٹوں کو ملتی ہیں وہ بیٹیوں کو نہیں ملتی۔ ایک جاہلانہ اور مادی فکر یہ ہوتی ہے کہ بچیوں نے دوسروں کے گھروں میں چلے جانا ہے، تو ان پر خرچ کیوں کریں؟ اس کے بر عکس بیٹوں پر زیادہ سے زیادہ خرچ کیا جاتا ہے۔ لیکن دین اسلام اس طرح کی تفریق کی مذمت کرتا ہے اور بچوں میں میں مساوات برقرار رکھنے کا درس دیتا ہے۔

3۔۵۔ ماں کا خرچ، والد کے ذمہ

دین اسلام میں بچے کی مصلحت کو اس حد تک ملحوظ خاطر رکھا گیا کہ بچے کی ماں کا کھانا پینا، کپڑا اور رہائش وغیرہ کے اخراجات کی ذمہ داری باپ کے اوپر لگائی گئی تاکہ ماں پوری توجہ کے ساتھ بچے کی جسمانی تربیت کر سکے۔ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا (2:233) ترجمہ: "اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ دودھ پلانے والی ماؤں کا روٹی کپڑا معمول کے مطابق ہوگا، کسی پر اس کی طاقت سے بڑھ کر کوئی تکلیف نہیں۔

آیت میں بالمعروف کا لفظ استعمال کیا گیا جس کا مطلب ہے کہ یہ خرچ والد عرف کے مطابق ادا کرے اور جتنی اس کی استطاعت ہے اس کے مطابق بچے کی ماں کا خرچ دے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ مدت رضاعت کے دوران بچے کی ماں کا سارا خرچ باپ کے ذمہ ہے اگرچہ ماں کو طلاق بھی ہو جائے۔

نتیجہ بحث

والدین کی بچوں کے جسم اور روح کے حوالے سے بہت سی ذمہ داریاں بنتی ہیں تاکہ وہ اپنے بچوں کو کمال حقیقی تک پہنچا سکیں۔ اسلام میں دنیا اور آخرت کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ دین اسلام میں بچے کی مادی ضروریات کو بھی اتنی اہمیت دی گئی کہ بچے کی جسمانی پرورش کو شرعی حکم کے عناوین کے تحت بیان کیا گیا ہے، جیسے بچے کی نظافت کا خیال رکھا جائے، (بچے کی نظافت کے لئے خاص شرعی احکام بیان کیے جیسے غسل ولادت، ختنہ اور سر کے بال منڈوانا ہیں) دو سال تک بچے کی ماں بچے کو دودھ پلائے، بچے کو کھیلنے کودنے کا موقع فراہم کیا جائے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے درخواست کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے ساتھ کھیلنے کے لئے بھیجا جائے اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس درخواست کو رد نہیں کیا۔ حتی یہ بھی نہیں کہا کہ یہ بچہ اللہ کا نبی ہے اسے کھیلنے کودنے کی ضرورت نہیں۔ والدین اپنی استطاعت کے مطابق کوشش کریں کہ بچوں کو جتنی بھی مادی سہولیات دے سکتے ہوں، انہیں دیں، بہت سی روایات میں اس مطلب کو بیان کیا گیا ہے کہ والد کو چاہئے کہ اپنے اہل و عیال والوں کو وسعت دیں، تاکہ اس کے اہل و عیال اس کے مرنے کی دعا نہ کریں، کچھ والدین ایسے بھی ہیں جو استطاعت رکھتے ہیں لیکن ان کی کنجوسی کی عادت ہوتی ہے، اپنا

معیار زندگی پست رکھتے ہیں، اس لیے خود ان کی اولاد بھی ان سے دلی طور پر راضی نہیں ہوتی۔ جہاں تک ممکن ہو اپنی اولاد کو مایوس نہ کیا جائے چونکہ نفسیاتی طور پر بھی اس کا برا اثر پڑتا ہے اور روایات میں بھی ہے کہ جب بچوں سے وعدہ کرو تو اسے پورا کرو چونکہ بچے والد کو ہی رازق سمجھتے ہیں۔ بچے کی مادی اور معنوی ضروریات پوری کرتے وقت بچوں کی مصلحت کو ہمیشہ مد نظر رکھا جائے، جیسے ماں، باپ کو اپنے باہمی اختلاف کے باوجود یہ حق نہیں رکھتے کہ وہ کوئی ایسا اقدام کریں کہ جس سے بچے کو ضرر ہو، اسی طرح بچوں کو حلال رزق دینا بھی والدین کی ذمہ داری ہے اور یہ بچوں کا حق ہے۔ اس حق کو روایت میں بھی بیان کیا گیا ہے اور حرام کے برے اثرات ہیں جو اولاد پر اثر انداز ہوتے ہیں اس حرام کی وجہ سے اگر بچوں پر کوئی موعظہ اثر نہیں کرتا، تو اس کی ذمہ داری بھی والدین پر عائد ہو گی۔ والد رضاعت کے دوران بچے کی ماں کا سارا خرچ دینے کا پابند ہے چاہے وہ بچے کی ماں کو طلاق دے دے، چونکہ یہ بچے کی مصلحت کے لئے ہے۔

*****

References

1- Syed Muhammad Baqir, Mousavi Hamedani, Tarjma *Tafsir al-Mizan*, Vol. 1 (Qom, Daftar Intasharat Islami Jamia Muderseen Awoza Ilmiya, 1374 AD).481.

سید محمد باقر، موسوی ہمدانی، ترجمہ *تفسیر المیزان*، ج1 (قم، دفتر انتشارات اسلامی جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ، 1374ش)، 481۔

2- Muhammad Baqir, Majlisi, *Bihar al-Anwar*, Vol. 57 (Beirut, Dar Ihiya al-Trath al-Arabi, 1403 AH), 321; Hussain bin Muhammad Taqi, Nouri, *Mustadrak al-Wasail*, Vol. 8 (Qom, Mowsa Al-Bayat Lahiya al-Tarath, 1408 AH), 223.

محمد باقر، مجلسی، *بحار الانوار*، ج57 (بیروت، دار إحياء التراث العربي، 1403ق)، 321؛ حسین بن محمد تقی، ،نوری، *مستدرک الوسائل*، ج8 (قم، مؤسسہ آل البیت لاحیاء التراث، 1407ھ-ق)، 223۔

3- Muhammad bin Muhammad, Shuairi, *Jamia al-Akhbar (Lal Shuairi)*, (Najaf, Matbohata Haidariata, dn.), 102.

محمد بن محمد، شعیری، *جامع الاخبار (للشعیری)* (نجف، مطبعۃ حیدریۃ، سن ندارد)، 102۔

4- https://www.almaany.com/ur/dict/ar-

5- Molvi, Firozuddin, *Firoz Alghat* (Lahore, Firoz Sanan, nd.) 691.

مولوی، فیروز الدین، *فیروز اللغات* (لاہور، فیروز سنز، سن ندارد)، 691۔

6- Hassan, Mustafawi, *Al-Tehqeeq fi Kalamat al-Qur'an al-Karim*, Vol.3, (Tehran, Markaz Al-Kitab Liltarjmata wa Al-Nashar, 1402 AH), 332.

حسن، مصطفوی، *التحقیق فی کلمات القرآن الکریم*، ج3 (تہران، مرکز الکتاب للترجمۃ والنشر، 1402 ھ۔ق)، 332۔

7- Syed Ali Akbar, Qorshi, *Qamos Quran*, Vol. 3 (Tehran, Darul Kutab Islamiata, 1412 AH), 23.

سید علی اکبر، قرشی، *قاموس قرآن*، ج3 (تہران، دار الکتب الاسلامیۃ، 1412 ھ۔ق)، 23۔

8- Masoud bin Isa, Waram bin Abi Faras, *Majmooaa Waram*, Vol. 1, Mutarajam: Atayi, Muhammad Raza (Mashhad, Bunyad Pasrohashai Islami Astaan Quds Razvi, 1369 AD), 6; Imam Al-Bukhari, Sahih Al-Bukhari, Vol. 1, Maktaba Shamla Online, Hadith: # 893; Imam Muslim, *Sahih Muslim*, Kitab al-Imara, Bab Fazilat imam al-Adil, Maktaba Shamla Online, Hadith: #3316; Dawud, *Sunan Ibn Dawud*, Maktaba Shamla Online, Hadith: # 2928.

مسعود بن عیسی، ورام بن ابی فراس، *مجموعہ ورّام*، ج1، مترجم: عطایی، محمد رضا (مشہد، بنیاد پژوہشہای اسلامی آستان قدس رضوی، 1369 ش)، 6؛ امام البخاری، *صحیح بخاری*، ج1، باب کتاب الجمعہ، مکتبہ شاملہ آنلائن، رقم الحدیث: 893؛ امام مسلم، *صحیح مسلم*، کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل، مکتبہ شاملہ آنلائن، رقم الحدیث: 3316؛ داؤد، *سنن ابن داؤد*، مکتبہ شاملہ آنلائن، رقم الحدیث: 2928۔

9- Muhammad Hassan, Sahib al-Jawahar, Najafi, *Jawaher Kalam fi Sharh Sharia al-Islam*, Vol. 31 (Beirut, Dar Ihiya al-Turath al-Arabi, 1404 AH), 290.

محمد حسن، صاحب الجواہر، نجفی، *جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام*، ج31 (بیروت، دار احیاء التراث العربی، 1404ق)، 290۔

10- Abu al-Qasim, Payandeh, *Nahj al-Fasaha* (Tehran, Dunyai Danesh, 1382 AD), 391-

ابو القاسم، پاینده، *نہج الفصاحۃ* (تہران، دنیای دانش، 1382 ش)، 391۔

11- Muhammad bin Yaqoob, Kulaini, *Al-Kafi*, Vol. 3 (Tehran, Dar al-Kutub al-Islamiat, 1407 AH), 40-

محمد بن یعقوب، کلینی، *الکافی*، ج3، (تہران، دار الکتب الاسلامیۃ، 1407ق)، 40۔

12- Ibib, Vol.6, 27.

ایضاً، ج6، 27۔

13- Ibib, Vol. 11, 15.

ایضاً، ج11، 15۔

14- Ahmad bin Muhammad bin Khalid, Barqi, *Al-Mahasen*, Vol. 2 (Qom, Dar al-Kutub al-Islami, 1371 AD), 624; Kulaini, *Al-Kafi* Vol. 6, 531-

احمد بن محمد بن خالد، برقی، *المحاسن*، ج2 (قم، دار الکتب الاسلامیۃ، 1371ق)، 624؛ کلینی، *الکافی*، ج6، 531۔

15- Shuairi, *Jamia al-Akhbar (Lal Shuairi)*, 124.

شعیری، *جامع الأخبار (للشعیری)*، 124۔

16- Kulaini, *Al-Kafi*, 47-

کلینی، *الکافی*، 47۔

17- Abd ul-Hamid ibn Hibatullah, Ibn Abi al-Hadid, *Sharaha Nahj al -Balaghah Ibn Abi al-Hadid*, Vol. 20 (Qom, Maktaba Ayatollah al-Marashi al-Najafi, 1404 AH), 26.

عبدالحمید بن ہبۃ اللہ، ابن ابی الحدید، *شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید*، ج20 (قم، مکتبۃ آیۃ اللہ المرعشی النجفی، 1404ق)، 26۔

18- Syed Abdul Hussain, Tayyeb, *Tayyeb Bayan fi Tafsir al-Qur'an*, Vol. 7 (Tehran, Islam Publications, 1378 AD), 164.

سید عبدالحسین، طیب، *اطیب البیان فی تفسیر القرآن*، ج7 (تہران، انتشارات اسلام، 1378ش)، 164۔

19- Nassir Makarem Shirazi, *Tafsir Namona*, Vol. 9 (Tehran, Dar al-Kutub al-Islamiyya, 1374 AD), 330.

ناصر مکارم، شیرازی، *تفسیر نمونہ*، ج9 (تہران، دار الکتب الاسلامیۃ، 1374ش)، 330۔

20- Tayyeb, Seyyed Abdul Hossein, *Tayyeb Bayan fi Tafsir al-Qur'an*, Volume7 (Tehran, Islam Publications, 1378), 165.

طیب، سید عبدالحسین، اطیب البیان فی تفسیر القرآن، ج7 (تہران، انتشارات اسلام، 1378ش)، 165

21- Mohsen, Qaraati, *Tafsir Noor*, Vol. 6, (Tehran, Markaz Farangi dars hai az Qur'an, 1383 AD), 41.

محسن، قرائتی، *تفسیر نور*، ج6 (تہران، مرکز فرہنگی درسہایی از قرآن، 1383ش)، 41۔

22- Kulaini, *Al-Kafi*, 46; Muhammad bin Hassan, Sheikh Har Aamili, *Al-Wasal al-Shi'a*, Vol. 21 (Qom, Mohwasa Al-Bayt(a.s), 1409 AH), 473; Muhammad Mohsen bin Shah Murtaza, Faiz Kashani, *Al-Wafi*, Vol. 23 (Isfahan, Kitab Khana Imam Amir al-Momineen Ali (a.s), , 1406 AH), 1380.

کلینی، *الکافی*، 46؛ محمد بن حسن، شیخ حر عاملی، *وسائل الشیعۃ*، ج21 (قم، مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام، 1409ق)، 473؛ محمد محسن بن شاہ مرتضی، فیض کاشانی، *الوافی*، ج23 (اصفہان، کتابخانہ امام امیر المؤمنین علی علیہ السلام، 1406 ق)، 1380۔

23- Abu al-Qasim, Payandeh, *Nahj al-Fasaha*, (Tehran, Dunyai Danesh, 1382 AD),259-

ابو القاسم، پایندہ، *نہج الفصاحۃ* (تہران، دنیای دانش، 1382ش)، 259۔

24- Mohammad Mohammadi, Ray Shahri, *Danishnama mam Hussain*, Vol. 1 Mutrajam: Abdul Hadi, Masoudi (Qom, Sazman chap wa Nashir Dar al-Hadith, 1388 AD). 225, 227, 229.

محمد محمدی، ری شہری، دانشنامہ امام حسین، ج 1، مترجم: عبدالهادی، مسعودی (قم، سازمان چاپ و نشر دارالحدیث، 1388ق)، 225،227،229۔

25- Kulaini, *Al-Kafi*, Vol. 4, 1-

کلینی، الکافی، ج4، 1۔

26- Sheikh Har Aamili, *Al-Wasal al-Shi'a*, Vol. 15, 249 .

شیخ حر عاملی، وسائل الشیعۃ، ج15، 249۔

27- Ibid, Vol. 21, 483; Kulaini, *Al-Kafi*, ,49.

ایضاً، ج21، 483؛ کلینی، الکافی، 49۔

28- Makarem Shirazi, Tafsir al-Namona, Vol. 2, 188.

مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ، ج2، 188۔

29- Masoud bin Isa, Waram bin Abi Faras, *Majmooaa Waram*, Vol. 2, Mutrajam: Muhammad Raza, Atayi, (Mashhad, Bunyad Parsohashai Islami Astan Quds Razvi, 1369 AD). 155.

مسعود بن عیسی، ورام بن ابی فراس، مجموعہ ورّام، ج2، مترجم: محمد رضا، عطایی (مشہد، بنیاد پژوہشای اسلامی آستان قدس رضوی، 1369ش)، 155۔

30- Payandeh, *Nahj al-Fasaha*, 447-

پاینده، نہج الفصاحۃ، 447۔

31- Tayyeb, *Tayyeb Bayan fi Tafsir al-Qur'an*, Vol. 3, 48.

طیب، اطیب البیان فی تفسیر القرآن، ج 3، 48۔

32- Kulaini, Muhammad bin Yaqoob, *Al-Kafi* (i-Islami), vol. 5, (Tehran, Dar al-Kutub al-Islami, 1407 AH),125.

کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی (ط-الإسلامیۃ)، ج5، (تہران، دار الکتب الإسلامیۃ، 1407ق)، 125۔

33- Majlisi, Muhammad Baqir, *Bihar al-Anwar*, vol. 57, (Beirut, Dar Ihiya al-Trath al-Arabi, 1403 AH), 342.

مجلسی، محمد باقر، بحار الأنوار، ج 57 ، (بیروت، دار إحیاء التراث العربی، 1403ق) ، 342۔

34- Ibid, Vol.45, 8.

ایضاً، ج45، 8۔

35 - Kulaini, *Al-Kafi*, Vol. 11, 443.

کلینی، الکافی، ج11، 443۔

36- Majlisi, *Bihar al-Anwar*, Vol. 71, 80.

مجلسی، بحار الأنوار، ج71، 80۔

37- Ibid, Vol.11, 268.

ایضاً، ج11، 268۔